رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طلبائے دین سے شفقت

☆......☆......☆ ازقلم فضیلۃ الشیخ حافظ عبدالعزیز بٹ فاضل مدینہ یونیورسٹی ☆......☆......☆

خواندگان محترم

حکما اور فلاسفر جنہوں نے بارہا اپنی عقل رسا سے عالم کے نقشے بدل دیئے ہیں جنہوں نے عجائبات عالم کی طلسم کشائی کے حیرت انگیز نظریئے پیش کیے ہیں وہ بھی انسانیت کے نظام ہدایت کا کوئی عملی نقشہ پیش نہ کر سکے اور نہ فرائض انسانی کی طلسم کشائی میں کوئی عملی امداد دے سکے کہ ان کی دقیق نکتہ سنجی اور بلند خیالیوں کے پیچھے بھی حسن عمل کا نمونہ نہ تھا (خطبات مدراس۔ص 24)

بلا شبہ یہ رتبۂ بلند اور مقام رفیع اگر کسی کے حصے میں آیا۔ تو وہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں فداہ وابی و امی

آپ ﷺ کی سیرت طیبہ تمام انسانیت کیلئے ایسی مشعل راہ ہے جس کی روشنی میں تمام علوم وفنون سے وابستہ حضرات اپنے اپنے علم وفن سے متعلق معلومات کے ایسے چراغ روشن کر سکتے ہیں جن کی روشنی نہ صرف بے داغ ہوگی بلکہ اس چراغ کو لو کبھی مدھم بھی نہ ہوگی آئندہ سطور میں ہم اس بات کا جائزہ لینے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور استاد اپنے طلباء کے ساتھ کیسا رویہ تھا۔

طلبہ کیلئے خیر خواھی کا جذبہ

فرمان باری تعالیٰ ہے **لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤوف رحیم (التوبه .128)**

ترجمہ:۔ بلاشبہ یقیناً تم ہی سے ایک رسول آیا۔ اس پر بہت شاق ہے کہ تم مشقت میں پڑو۔ تم پر بہت حرص رکھنے والا ہے۔ مومنوں پر بہت شفقت کرنیوالا نہایت مہربان ہے۔

نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام جس طرح تمام لوگوں پر مشفق و مہربان تھے بالکل اسی طرح اپنے طلباء کیلئے بھی شجر ہائے سایہ دار تھے۔ ہماری اس بات کی تصدیق مختلف روایات سے ہوتی ہے۔ جن میں سے ایک روایت مندرجہ ذیل ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ غزوہ تبوک سے واپس آتے ہوئے ذرا پیچھے رہ گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اونٹنی کا سودا کر کے اسے خرید لیا۔ بلکہ جابر رضی اللہ عنہ کے گھریلو حالات کے متعلق تفصیلی معلومات کے بعد واپسی پر طے شدہ رقم سواری سمیت عطا کر دی۔ (1) صحیح بخاری حدیث۔2718)

مزید برآں اسی رات جابر رضی اللہ عنہ کیلئے پچیس مرتبہ دعائے مغفرت بھی کی جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں۔

استغفرلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ البعیر خمساً و عشرین مرۃ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ والی رات میرے لیے پچیس مرتبہ استغفار کیا۔(جامع ترمذی:3642)

سبحان اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنے طلبا کیلئے خیر خواہی کا کس قدر جذبہ تھا۔ پہلے آپ نے تھکی ماندی لاغرولا چار سواری خریدی پھر تنگیءحالات کے پیش نظر طے شدہ رقم سواری سمیت ہدیہ کردی۔

اپنی ذات پہ طلبائے دین کو ترجیح دینا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طلبائے دین کو جس قدر محبت کرتے اور انکا جتنا خیال رکھا کرتے تھے۔ وہ قابل رشک ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ضروریات کی تکمیل بعد میں کرتے اور ایثار کرتے ہوئے طلبائے دین کو پہلے عطا کرتے تھے۔

سیدنا ابو ہریرۃؓ کا بیان کردہ واقعہ کس قدر سبق آموز ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ بھوک کی شدت سے نڈھال وہ آتے جاتے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے آیت کی تفسیر دریافت کرتے جس کا مدعا یہی تھا کہ کوئی ان کو ساتھ لے جائے اور کھانا کھلادے۔ ایسے میں حضرت امام اعظم علیہ الصلاۃ والسلام کی تشریف آوری ہوئی۔ آپ نے مسکراتے ہوئے دیکھا اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے چہرے سے پہچان گئے کہ غلام محمد بھوک سے نڈھال ہے ابو ہریرۃ کو ہمراہ لیا گھر میں داخل ہوئے دودھ کا پیالہ نظر آیا۔ دریافت کرنے پہ معلوم پڑا کہ کسی نے تحفہ دیا ہے آپ نے صرف ایک طالب علم کا خیال نہ کیا بلکہ ابو ہریرۃ کو حکم ہوا کہ تمام اصحاب صفہ کو خدمت سرکار میں حاضر کیا جائے۔ کہ جانے ان بے گھر مسکینوں نے کچھ کھایا پیا بھی ہو یا نہیں۔ پہلے تمام طلباء کو دودھ پلایا۔ پھر ساقی قوم جناب ابو ہریرہؓ کو جی بھر کے پینے کا حکم دیا اور سب سے آخر میں آپ ﷺ نے خود دودھ پیا۔(صحیح بخاری، حدیث:6452)

ما احسنک ما اجملک سبحان اللہ، سبحان اللہ

یہی تو آپ کا وہ خلق عظیم اور جذبہ ایثار تھا کہ شمع محمدی کے گرد نبوت کے پروانے ہمہ وقت جانیں نچھاور کرنے کو تیار رہتے تھے۔

طلبائے دین کو اپنی اولاد پہ ترجیح دینا۔

اولاد انسان کو بہت کچھ کرنے پر مجبور کردیتی ہے۔ اور بسا اوقات بچوں کے آسائش اور آرام کیلئے لوگ حلال وحرام کے فرق سے بے نیاز ہو کر لوگوں کے حقوق غصب کرنے میں ذرہ برابر شرم وحجاب محسوس نہیں کرتے مگر پیغمبر انقلاب طلبائے دین سے کس قدر پیار کرتے ہیں کہ طلبائے دین کو اولاد پہ مقدم کرتے ہوئے اولاد کو دینے کی بجائے اصحاب صفہ کی فکر میں مگن رہتے ہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بتایا کہ کچھ غلام آئے ہیں آپ اپنے والد گرامی کے پاس جائیں اور ان سے کہیں کہ گھر کے کام کاج میں سہولت کیلئے غلام مرحمت فرمائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گئیں تو سہی مگر مارے شرم کے غلام نہ مانگ سکیں۔ اگلی مرتبہ سیدنا علی بھی ساتھ ہولیے۔ خدمت اقدس میں پہنچ کر

جناب علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پانی کھینچ کھینچ کر میرے سینے میں تکلیف ہوگئی ہے۔ بنت رسول نے کہا چکی پیستے پیستے میرے دونوں ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے آپ کو غلام اور وسعت عطا فرمائی ہے۔ ہمیں غلام ہی عطا فرما دیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر فرمایا۔

"واللہ! عطیکما وادع اھل الصفة تطوی بطونھم الا اجد ما انفق علیھم 'ولکنیی ابیعھم وانفق علیھم اثمانھم"

ترجمہ؛ اللہ کی قسم اہل صفہ کو چھوڑ کر میں تمہیں نہیں دے سکتا۔ جبکہ اہل صفہ (بھوک کی وجہ سے) اپنے پیٹوں کو رگڑ رہے رہیں۔ میرے پاس ان پہ خرچ کرنے کو بھی کچھ نہیں ہاں میں یہ غلام بیچ کے حاصل شدہ مال اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔ (مسند احمد' حدیث؛838 وصحہ احمد شاکر)

طلبائے کرام کی حوصلہ افزائی کرنا

کسی بھی شخص کو اس کے کام کے صلے میں شاباش دی جائے یا اسکی حوصلہ افزائی کی جائے تو یقینی طور پر اس کے دل میں جہاں اپنی قدر و قیمت کا احساس ہوتا ہے وہیں وہ اس کام کو مزید تندہی اور بہتر طریقے سے سرانجام دیتا ہے اور بسا اوقات یہ ہلکی سی تھپکی اور ذرا سی شاباش انسان کو اس کے فن میں بام عروج تک پہنچانے کا سبب بن جاتی ہے۔ جیسا کہ حافظ ذہبی بچپن میں امام برزالی سے پڑھنے گئے تو انہوں نے امام ذہبی کی خوشخطی دیکھ کر بطور حوصلہ افزائی کہا۔ **خطک یشبہ خط المحدثین**

ذہبی آپ کا لکھنے کا انداز تو ہو بہو محدثین جیسا ہے۔ اس ذرا سی بات کا ذہبی پر جو اثر ہوا وہ ذہبی کی زبانی ہی سنیے تو بہتر ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں۔ **فاثر قولہ فی**

ترجمہ؛ تو برزالی کی بات میرے دل میں اتر گئی۔ (سیر اعلام النبلاء 37/1)

اس ذرا سی بات نے جہاں امام ذہبی کے دل میں حدیث اور اہل حدیث کی محبت پیدا کی وہیں امت اسلامیہ کو بھی ایک ایسا مؤرخ ملا جس نے تاریخ کو محدثانہ اسلوب سے یوں صفحات پر مرتسم کیا کہ تاریخ کی بہت سی گتھیاں سلجھ گیں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے طلباء کی جس طرح حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ اس کو سمجھنے کیلئے سیدنا ابو ہریرہ کا یہ واقعہ ملاحظہ کریں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا اے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن آپ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے ملے گی؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کریگا۔ کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی۔ (صحیح بخاری' حدیث؛99)

طلبا کے مابین مساوی سلوک کرنا

بہت سارے اسباب طلباء کی حوصلہ شکنی کا باعث ہوتے ہیں جن کی آڑ نے کر طلباء جہاں محنت سے جی

چراتے ہیں وہیں غلط راہوں کے راہی بھی بن جاتے ہیں۔ان اسباب میں سے ایک بنیادی سبب طلباء کے مابین عدم مساوات ہے۔ کسی بھی طالب علم کو محض اس بنیاد پر خصوصی توجہ دینا کہ وہ صاحب ثروت ہے جہاں عدل وانصاف کے منافی ہے وہیں طلباء کو تعلیم سے دور کرنے کا بہت بڑا سبب ہے۔ اسی لیے اللہ رب العالمین نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کی پرورش اس نہج پہ کی تھی کہ امیر وغریب اور شاہ وگدا میں کسی قسم کا فرق نہ آئے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دینی مصلحت کے پیش نظر ایک مفلس ونادار اور نابینا صحابی پر روسائے قریش کو ترجیح دی اور امراء کی موجودگی میں ایک غریب طالب علم کی حاضری ناگوار گزری تو آپ کو فوراً تنبیہ کردی گئی کہ یہ رویہ نامناسب اور تبدیلی کا متقاضی ہے۔
فرمان باری تعالیٰ ہے۔

عبس وتولی ان جاء ہ الاعمیٰ وما یدریک لعله یزکی ' اویذکر فتنفعه الذکری اما من استغنی فانت له تصدی وما علیک ان لا یزکی واما من جاء ک یسعی وھو یخشی فانت عنه تلھی کلا انھا تذکرۃ فمن شاء ذکرہ(عبس 1تا 12)

ترجمہ:اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرلیا۔اس لیے کہ اس کے پاس اندھا آیا اور تجھے کیا چیز معلوم کرواتی ہے شاید پاکیزگی حاصل کرے۔یا نصیحت حاصل کرلے تو وہ نصیحت اسے فائدہ دے۔لیکن جو بے پرواہ ہوگیا سو تو اس کے پیچھے پڑتا ہے حالانکہ تجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ پاک نہیں ہوتا اور لیکن جو کوشش کرتا ہوا تیرے پاس آیا اور وہ ڈر رہا ہے تو تو اس سے بے توجہی کرتا ہے ایسا ہرگز نہیں چاہیے یہ(قرآن) تو ایک نصیحت ہے۔تو جو چاہے اسے قبول کرے۔
علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رقمطراز ہیں

وانه ینبغی الا قبال علی طالب العلم المفتقر الیه الحریص علیه از یدمن غیرہ (1)

ترجمہ:اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ایسا طالب علم جو علم کا خواہشمند اور متمنی ہو وہ دوسروں سے توجہ کا زیادہ حقدار ہے۔(تفسیر سعدی ص:871)

طلباء کو اپنے ساتھ سواری پہ سوار کرنا

طلباء کے ساتھ محبت وشفقت کے مختلف انداز تھے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنایا کرتے تھے۔ان ہی دلربا اسالیب سے ایک اسلوب اپنے تلامذہ کو اپنے ساتھ اپنی سواری پر سوار کرنا بھی ہے۔ جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گدھے پہ سوار تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کہا اے معاذ کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا بندوں پر کیا حق ہے اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کو ہی اس کا علم ہے(صحیح بخاری حدیث:2856)

شیخ محمد بن عبدالوہاب فرماتے ہیں:اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متواضع ہونے کا پتا چلتا ہے کہ آپ نہ صرف گدھے پہ سوار ہوئے بلکہ پیچھے بھی کسی کو سوار کیا۔(کتاب التوحید مع فتح المجید ص:30)

آپ کا یہ رویہ صرف معاذ بن جبل کے ساتھ ہی نہ تھا بلکہ بیس سے زائد ایسے خوش نصیب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جنہیں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار ہونے کا شرف حاصل ہے۔ واللہ اعلم